Pathway to Ilm

ماہانہ نیوز لیٹر

شمارہ نمبر 14 | صفر 1447 / اگست 2025

ماہِ صَفَر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اور اس سے متعلق چند عام غلط فہمیوں کی وضاحت کیلئے، ہماری ویب سائٹ پر موجود دوسرا شمارہ ضرور ملاحظہ فرمائیں :
https://pathwaytoilm.info/pathway-to-ilm-august-newsletter-issue-2/

قُرآنِ کریم کا بے مثال حُسن

عبداللہ بن المقفَّع، جو اصلاً خراسان (فارس) کے رہنے والے تھے، ابتدا میں آتش پرست تھے۔ بعد ازاں عیسیٰ بن علی کے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔ وہ عربی زبان و بیان کے ماہر اور نہایت فاضل و بلیغ عالم تھے۔ انہوں نے متعدد علمی کتابیں تصنیف کیں اور یونانی فلسفی ارسطو سمیت کئی قدیم کتب کو عربی میں ترجمہ کیا۔ اُن کے اقتباسات مفسرین کرام جیسے امام قرطبی اور علامہ آلوسی کی تفاسیر میں بھی ملتے ہیں۔

عبداللہ بن المقفَّع سب سے زیادہ جس کتاب کے ترجمے کی وجہ سے معروف ہیں وہ "کَلیلہ و دِمنہ" ہے، جو انہوں نے فارسی سے عربی میں منتقل کی۔ یہ کتاب اخلاقی حکایات پر مشتمل ہے۔ اس نے عالمی شہرت حاصل کی اور یورپی ادب کو بھی گہرے انداز میں متاثر کیا۔ اس میں مشہور حکایات جیسے "خرگوش اور کچھوا" اور "لومڑی اور کوا" شامل ہیں، جو آج بھی دنیا بھر میں پڑھی اور سنائی جاتی ہیں۔

ابن المقفَّعؒ کی فصاحت و بلاغت عربی زبان میں بے مثال تھی۔ اُن کا ایک مشہور قول، جو تفاسیر میں بھی نقل ہوا ہے، یہ ہے:

قَوْلٌ بِلَا عَمَلٍ كَطَعَامٍ بِلَا دَسَمٍ، وَسَحَابٍ بِلَا مَطَرٍ، وَقَوْسٍ بِلَا وَتَرٍ

"عمل کے بغیر بات ایسے ہے جیسے بغیر چکنائی کا کھانا، بغیر بارش کا بادل، اور بغیر تانت کا کمان"

اپنی مہارت پر پُراعتماد ہوکر انہوں نے ایک موقع پر قُرآنِ کریم کی فصاحت کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر جب وہ ایک بچے کے قریب سے گزرے جو یہ آیت تلاوت کر رہا تھا:

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ

"اور کہا گیا: اے زمین! اپنا پانی نگل لے، اور اے آسمان! تھم جا، پس پانی سُکھا دیا گیا اور معاملہ پورا ہو گیا" (سورۃ ھود: 44)

تو وہ اس کی گہرائی اور فصاحت سے مبہوت ہو گئے۔ اُن پر رعب طاری ہوگیا اور انہوں نے فوراً اپنا ارادہ ترک کر دیا اور اعلان کیا:

"میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کلام کبھی چیلنج نہیں کیا جا سکتا، یہ انسان کا کلام ہرگز نہیں" !

اللّٰہُ أَکبرَ! عربی زبان کے ماہرین بھی قُرآن کے سامنے عاجز ہو گئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں بھی بڑے بڑے شاعر اور خطیب قُرآن کی تاثیر، فصاحت اور حکمت سے مرعوب ہو کر اس کے ربانی ہونے کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوئے۔ قُرآن نہ صرف فصاحت و بلاغت کا معجزہ ہے بلکہ حکمت، ہدایت اور حق کا نور بھی ہے۔ کامیاب وہی ہیں جو اسے پڑھتے ہیں، سمجھتے ہیں اور اس کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔

__حوالہ__: مولانا افضل اسماعیل، Pearls from the Path، صفحات 44-45

جنت میں داخل ہونے کے 100 راستے

66	67	68	69	70
اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا	قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا	امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کرنے والا	تمام مخلوقات میں انصاف کرنے والا	احسان کے ساتھ عبادت کرنے والا

حوالہ: جنت کے سو راستے از ڈاکٹر شبیر احمد

حضرت جعفرؓ، عفیفؓ اور طلحہؓ کا اسلام قبول کرنا

ایک موقع پر حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ کے دائیں جانب کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔ اسی وقت ابوطالب وہاں سے گزرے، اور ان کے ساتھ ان کے بیٹے جعفرؓ بھی تھے۔ یہ منظر دیکھ کر ابوطالب نے اپنے بیٹے جعفرؓ سے نرمی سے فرمایا: "بیٹا! اپنے چچازاد بھائی کا ویسے ہی ساتھ دو جیسے علی دے رہا ہے۔ اُس کے بائیں جانب کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں شامل ہو جاؤ۔" جعفرؓ نے اپنے والد کی بات دل سے لگا لی اور نماز میں شریک ہو گئے۔ وہ ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے، اور اکیسویں یا پچیسویں فرد کے طور پر اسلام قبول کیا۔

حضرت عفیف کندی، حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے قریبی دوست اور ایک مشہور خوشبو فروش تاجر تھے۔ اپنے کاروبار کی وجہ سے وہ مختلف علاقوں، بشمول یمن، کے درمیان سفر کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ انہوں نے منیٰ میں پیش آنے والے ایک گہرے منظر کو یاد کرتے ہوئے کہا: "میں منیٰ میں حضرت عباسؓ کے ساتھ تھا، جب میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ آگے بڑھا، خوب اہتمام سے وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑا ہو گیا۔" کچھ دیر بعد، انہوں نے مزید کہا: "ایک عورت آئی، اُسی طرح وضو کیا اور اس کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئی۔" پھر ایک گیارہ سالہ بچہ آیا، اُس نے بھی وضو کیا اور ان کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔

عفیفؓ حیرت سے بولے: "یہ کون سا دین ہے؟" حضرت عباسؓ نے جواب دیا: "یہ میرے بھتیجے محمد ﷺ کا دین ہے، جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے رسول ہیں۔ یہ لڑکا علی بن ابی طالبؓ ہے، میرا ہی بھتیجا، اور یہ عورت محمد بن عبداللہ ﷺ کی بیوی ہے (خدیجہؓ)۔"
کئی سال بعد، عفیفؓ نے خود اسلام قبول کر لیا۔ مگر وہ اکثر اس موقع کے ضائع ہونے پر گہرے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا کرتے: "کاش! میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص ہوتا"۔

حضرت طلحہؓ نے بیان فرمایا: "میں تجارتی سفر پر بُصریٰ گیا۔ ایک دن جب میں بازار میں تھا، تو میں نے ایک راہب کو پکار کر کہتے سنا: 'کیا یہاں مکّہ کے حرم سے کوئی ہے؟' میں نے جواب دیا: 'میں حرمِ مکّہ سے ہوں۔' راہب نے پوچھا: 'کیا احمد ﷺ ظاہر ہو چکے ہیں؟' میں نے کہا: 'کیا کہا—کون؟' راہب نے کہا: 'عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں ان کے ظہور کی پیشگوئی ہے۔ وہ حرمِ مکّہ میں ظاہر ہوں گے اور پھر کھجوروں سے بھری ہوئی ایک سخت پتھریلی زمین کی طرف ہجرت کریں گے۔ وہ آخری رسول ہیں۔ خبردار رہو اور پیچھے نہ رہ جانا'۔"

حضرت طلحہؓ مزید فرماتے ہیں: "اس کے الفاظ نے میرے دل پر گہرا اثر چھوڑا۔ میں فوراً مکّہ واپس آیا اور پوچھنے لگا کہ کیا کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے؟ لوگوں نے کہا: 'ہاں، محمد ﷺ ، امین، نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اور ابو قُحافہ کے بیٹے (یعنی ابوبکرؓ) نے ان کا ساتھ دے دیا ہے۔' میں فوراً حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا، اور وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ وہاں میں نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کو بصریٰ میں راہب کے ساتھ پیش آنے والا سارا واقعہ سنایا۔"

<u>حوالہ:</u>

سیرت المصطفیٰ از محمد ادریس کاندھلویؒ (صفحہ 50-49)

کیا آپ جانتے ہیں؟

قُرآنِ کریم کی سُورتوں کو مَکّی اور مَدَنی میں تقسیم کیا جاتا ہے — مگر یہ تقسیم مقام کے اعتبار سے نہیں، بلکہ وقت کے اعتبار سے کی جاتی ہے۔ یعنی کوئی آیت یا سُورت ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہو تو وہ مکّی کہلاتی ہے، چاہے وہ مدینہ میں نازل ہوئی ہو، اور اگر ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہو تو وہ مدنی کہلاتی ہے، چاہے وہ مکہ میں نازل ہوئی ہو۔

زیادہ تر سُورتیں مکمل طور پر مکّی یا مدنی ہوتی ہیں، تاہم بعض سُورتوں میں دونوں طرح کی آیات ہوتی ہیں، اور انہیں اس سُورت کی غالب اکثریت کے مطابق مکّی یا مدنی شمار کیا جاتا ہے۔ کچھ آیات جو ہجرت کے بعد مکہ میں نازل ہوئیں، وہ بھی مدنی شمار کی جاتی ہیں۔

مَکّی سُورتوں میں اسلام کے بنیادی عقائد کو اجاگر کیا جاتا ہے — جیسے اللہ جَلَّجَلَالُہٗ پر ایمان، آخرت پر یقین، اور نبوت کا تصور۔ ان سُورتوں میں شرک کی تردید کی جاتی ہے، کفار کے اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے، اور گزشتہ انبیاء کے واقعات بیان کیے جاتے ہیں، جن میں اکثر قیامت، جنت اور جہنم کی پر اثر منظر نگاری شامل ہوتی ہے۔ یہ سورتیں ایسے وقت میں نازل ہوئیں جب مسلمان شدید مظالم کا شکار تھے، چنانچہ یہ سورتیں ان کے حوصلے اور ایمان کو مضبوط کرنے کا ذریعہ بنیں۔

اس کے برعکس، مدنی سُورتیں اُس وقت نازل ہوئیں جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدینہ میں اسلامی ریاست قائم کر چکے تھے۔ ان سُورتوں میں ایک ابھرتے ہوئے مسلم معاشرے کی عملی ضروریات کو موضوع بنایا گیا — جیسے معاشرتی آداب، سیاسی و معاشی نظام، خاندانی مسائل، جہاد کے احکام، اور دیگر مذاہب کے ساتھ تعلقات کے اصول۔

حوالہ: مفتی محمد تقی عثمانی، The Meanings of the Noble Qur'ān، صفحہ 17

ہمارے پہلے شائع شدہ مضامین اور نیوز لیٹر کے لئے ہماری ویب سائٹ پر تشریف لائیں اور مندرجہ ذیل لنک کو دبائیں:

www.pathwaytoilm.info